شمارہ نمبر ۵ 21 اپریل 2018

10 روزہ اصلاح المسلمین

شعبان

عورتوں کی عادت

اخلاق حسنہ کی اہمیت و فضیلت

خیر خواہی کی اہمیت

اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسندیدہ و محبوب لوگ

انوکھی شادی

عبرتناک حشر

اخلاق حسنہ کیا ہیں؟

جہنم میں لیجانے والے اعمال

نمازمیں شبہ کیوں؟

اللہ اکبر

جامعہ اسلامیہ فاروقیہ

نارتھ کراچی

فری PDF رسالہ کے لئے وٹس ایپ کریں

+923018286712

+923322552943

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک گذارش

۱۰ روزہ اصلاح المسلمین کی پی ڈی ایف فائل اپنے کم ازکم بیس احباب کو بذریعہ وٹس ایپ، فیس بک، میسینجر، گوگل ڈرائیو۔ افادہ عام اور صدقہ جاریہ کی نیت سے ضرور شیئر کریں۔

دس روزہ اصلاح المسلمین کی پی ڈی ایف فائل کو حاصل کرنے کے لیے:

جامعہ اسلامیہ فاروقیہ نارتھ کراچی کے فیس بک پیج کا لنک:

Www.facebook.com/JifSec9

ایڈیٹر دس روزہ اصلاح المسلمین کے فیس بک کا لنک:

Facebook.com/This.Is.H.Qureshi

معروف پبلشنگ ویب سائیٹ ایشوو کا لنک:

Https://issuu.com/hameedqurashi

معروف پبلشنگ ویب سائیٹ کا لنک:

Https://archive.org/details/@hameed_qureshi390

فری PDF رسالہ کے لئے وٹس ایپ کریں

+923018286712

+923322552943

القرآن

بدلہ بقدرِ محنت

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسٰنِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾

اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا (بدلہ لینے کا) حق نہیں پہنچتا، اور یہ کہ اُس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی، پھر اُس کا بدلہ اُسے پورا پورا دیا جائے گا۔ (سورہ النجم: 39،40،41)

الحدیث

زکوٰۃ سے مال کی حفاظت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین پر اور سمندر میں کسی کا مال برباد ہوتا ہے تو زکوٰۃ نہ دینے سے برباد ہوتا ہے۔'' (ترغیب: 1/541)

عرضِ مدیر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

روزنامہ ایکپریس اور چند دیگر میگزین کی ایک خاتون لکھاری نے سوال کیا سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: مولوی صاحب۔! ایک لڑکی کی شادی ہونے والی ہے۔ وہ ان دنوں ایسی کونسی عبادات، اوراد و وظائف کا بطور خاص اہتمام کرے کہ اس کی ازدواجی زندگی پرسکون، اور محبتوں راحتوں سے بھرپور گزرے؟

جواب: محترمہ! شادی تو خود ایک بہت اہم عبادت ہے۔ بس شادی کو سادی اور سنت کے مطابق کردیں۔ ان شاء اللہ آگے کی زندگی سنور جائیگی۔ جس دلہن کو چارسو لوگ دیکھ رہے ہوں۔ نظر بد لگا رہے ہوں۔ نامحرم دیکھ رہے، آؤٹ سائیڈرز دیکھ رہے، بلکہ ویٹر تک تاڑ رہے ہوتے ہیں، اس بے چاری کا جو حال شادی کے بعد ہونا. اللہ ہی حافظ ہے۔

باقی رسومات نے تو امن وسکون کو اور غارت کردینا ہے۔ بے جا خرچہ، نمود ونمائش، پیسہ اور وقت کا ضیاع الگ۔ گانا۔ مخلوط محفل۔ محفل کے حاضرین کے اس تقریب کے دوران سرزد سبھی گناہ (جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر، تفخر۔ جو ایسی مجالس کی شان ہوتی ہیں) یہ سب بوجھ ساتھ لیکر سسرال جائے گی۔ تو پھر دعاؤں سے ہی کام چلانا ہوگا۔

بہرحال۔۔! صدقہ وخیرات کا اہتمام کرے۔ جس قرآن کے سائے تلے اس کی رخصتی ہونی ہے، نیت کرلے کہ اس سے روزانہ کم از کم تین آیات لازمی تلاوت کرونگی۔ مطلب صرف شوکیس کی حد تک نا ہو۔ اور سب سے اہم ترین کام۔۔۔۔ دلہن کیے والدین توبہ واستغفار کا خاص اہتمام کریں، اور ہر اس شخص سے معافی مانگے جس کا انہوں نے دل دکھایا ہو، حق دبایا ہو، تاکہ ان کی بیٹی ان کی بدعملیوں کے سبب مکافات عمل کی زد میں نا آجائے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے بابرکت ناموں میں سے یا تواب۔۔۔ یا حمید۔۔۔ یا مجید۔۔۔ یالطیف۔۔۔ یاودود کا بکثرت ورد کریں۔ جتنا خرچہ شادی پر کررہے ہیں، اس کا دس فیصد کسی دینی مدرسہ یا جامعہ میں راشن کی مد میں ضرور جمع کروائیں۔ ان شاء اللہ آنے والی زندگی بخیر ہوگی۔

والسلام

مولوی حمید الرحمٰن قریشی چیف ایڈیٹر ۱۰ روزہ اصلاح المسلمین

مال و دولت نعمت بھی زحمت بھی

از افاضات حکیم الامت علیہ الرحمہ محمد زید۔ ہتورا، باندہ۔ انڈیا

مال خرچ کرنے کا طریقہ

مسلمانوں نے اگر کچھ فکر بھی کی تو آمدنی کی فکر کرتے ہیں مگر خرچ کا کوئی انتظام نہیں کرتے، میرٹھ میں ایک رئیس نے بڑے کام کی بات کہی مجھ کو تو بڑی پسند آئی۔ فرماتے تھے کہ لوگ آمدنی بڑھانے کی فکر کرتے ہیں جو غیر اختیاری ہے، اور خرچ گھٹانے کا انتظام نہیں کرتے جو اختیاری ہے۔

اس زمانہ میں سخت ضرورت ہے کہ مسلمان فکر سے کام لیں، اور خرچ سوچ سمجھ کر کیا کریں، جس کا نظام میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ خرچ کرنے سے قبل کم از کم تین مرتبہ سوچ لیا کریں کہ جو ہم خرچ کرنا چاہتے ہیں کیا یہ خرچ ایسا ضروری ہے کہ اس کے بغیر کوئی نقصان ہوگا؟ جہاں یہ تحقیق ہو جائے اس کو ضروری سمجھیں پھر یہ سوچیں کہ کیا اتنا ہی خرچ ہونا چاہئے یا اس سے کم میں بھی کام چل سکتا ہے، ایسا کرنے سے چند روز تو پریشانی ہوگی، کیونکہ طبیعتیں اس کی عادی نہیں، اس کے بعد سہولت کے ساتھ اس پر عمل ہونے لگے گا، خلاصہ یہ کہ فکر و انتظام بڑی ضروری چیزیں ہیں اور بے فکری اور بدانتظامی بڑی نقصان دہ چیز ہے۔

(الافاضات ۶/ ۴۳، ارشادات حکیم الامت ص: ۴۹۰)

گھریلو سازوسامان میں افراط و اسراف

آج کل گھروں میں اور خصوصاً بڑے گھروں میں نہایت اسراف ہوتا ہے برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ اور مضبوط خاک بھی نہیں، ذرا ٹھیس لگ جائے چار ٹکرے ہو جائیں، اور پھر ضرورت سے بھی زائد، بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشہ و چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر ان کے استعمال کی نوبت نہیں آتی۔

(التبلیغ ۱۵/ ۱۱۳، احکام المال)

امراء کی عادت

امراء میں یہ آفت ہے کہ جو چیز پسند آئی خرید لی، اس سے بحث نہیں کہ اس کی حاجت ہے یا نہیں؟ ہر چیز کے خریدار ہو جاتے ہیں جب کسی دکان پر جاتے ہیں تو کچھ نہ کچھ ضرور خریدتے ہیں، تو ان کے نزدیک یہ عار کی بات ہے کہ کوئی یوں کہے کہ دوکان پر آئے اور لیا کچھ بھی نہیں، گھر میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بیکار رکھی رہتی ہیں، عمر بھر کسی کام میں نہیں آتیں۔

(حقوق الزوجین ص: ۱۸۴)

عورتوں کی عادت

(عورتوں کی عادت ہوتی ہے) کہ کوئی چیز خواہ کارآمد (ضرورت) کی ہو یا نکمی ہو پسند آجانا چاہئے بے سوچے سمجھے اس کو خرید لیتی ہیں، اور کہتی ہیں کہ گھر میں رکھی ہوئی چیز کام آہی جاتی ہے، اور یہ شعبہ کفران (ناشکری) کا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔

بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ شوہر کی بھی ناشکری ہے)۔

اور جب مال بھی دوسرے کا (یعنی شوہر کا) ہو تو کفرانِ حق کے ساتھ کفران شوہر بھی ہے۔

مؤمن کا قلب تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہئے گو اس میں اسراف بھی نہ ہو، اور بے ضرورت کوئی شئ خریدنا تو صریح اسراف میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے:

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليهِ وسلَّم عَنْ اِضَاعَةِ المَال۔
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔

(حقوق الزوجین ص:۱۸۴)

عورتوں سے شکایت

مجھ کو عورتوں سے شکایت ہے جو وقتاً فوقتاً مردوں سے زیور کپڑے اور مکان وغیرہ کی فرمائشیں کرتی رہتی ہیں اور اگر مرد کسی وقت کسی فرمائش کو غیر ضروری بتلاتے ہیں، برتنوں اور مکان کی ضرورتوں کے متعلق اختلاف ہونے لگتا ہے اور مرد یوں کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں، اور مستورات کے نزدیک ان کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں کہ تم کو ان چیزوں کی کیا خبر؟ تم کو گھر میں تھوڑی رہنا ہے اس کو تو ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں، بعض دفعہ تو عورتوں کا یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کیونکہ واقعی مردوں کو ان ضرورتوں کا علم پوری طرح نہیں ہوتا۔

اور بعض دفعہ اس اختلاف کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مردوں میں قناعت کا مادہ عورتوں سے زیادہ ہے مرد تھوڑے سامان میں بھی گذر کرلیتا ہے اور عورتوں میں قناعت کا مادہ (عموماً) ہے ہی نہیں، ان کی طبیعت میں بکھیڑا بہت ہے، ان سے تھوڑے سامان میں گذر ہوتا ہی نہیں جب تک سارا گھر سامان سے بھرا بھرا نظر نہ آئے۔

مردوں کے نزدیک تو ضرورت کا درجہ یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو، سو اتنا سامان تو اکثر متوسط الحال (درمیانی درجہ) کے لوگوں میں بحمد اللہ موجود ہوتا ہی ہے اس لیے مردوں کو اس سے زیادہ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں اگر خدا وسعت دے تو اس کا بھی مضائقہ نہیں کہ اتنا سامان جمع کرلیا جائے جس سے زیادہ راحت نصیب ہو یہ درجہ مردوں کے نزدیک کمال کا مرتبہ ہے۔ مگر عورتوں کے نزدیک ضرورت کا درجہ تو کوئی چیز ہی نہیں۔ مرد جس کو ضرورت کا درجہ سمجھتے ہیں وہ عورتوں کے نزدیک قلت اور تنگی کا درجہ ہے، ان کے نزدیک ضرورت کا درجہ وہ ہے جو حقیقت میں ہوس (وحرص) کا درجہ ہے، اور اس کا منشاء (وسبب) یہ ہے کہ عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے، اگر خدا تعالیٰ ان کو ضرورت کے موافق سامان عطا فرما دیں تو یہ اس کو غنیمت نہیں سمجھتیں نہ اس پر خدا کا شکر کرتی ہیں، بلکہ ناشکری کرتی رہتی ہیں کہ ہائے ہمارے پاس کیا ہے کچھ بھی نہیں ہے، حدیث میں بھی ان کی اس صفت کا ذکر آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری کا مادہ عورتوں میں زیادہ ہے۔

(حقوق الزوجین، وعظ الکمال فی الدین للنساء ص:۷۶)

اخلاق حسنہ کی اہمیت و فضیلت

عبد الباری شفیق ممبئی۔ انڈیا

ہر طرح کی تعریف وتوصیف کبریائی و بڑائی اور بزرگی و برتری اس اللہ وحدہ لاشریک خالق کائنات مالک ارض وسماء کے لئے ہے جو ہم سب کا خالق و مالک اور مربی و پالنہار ہے۔ جس نے ہم تمام بنی نوع انسان کو دنیا کی تمام مخلوقات میں اشرف ومعزز بنایا اور اشرف المخلوقات کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور اپنی ہر قسم کی نعمتوں سے مالامال کیا، نیز ہمیں اس دار فانی کے اندر اچھی اور بہترین زندگی گذارنے کا طریقہ اور گر سکھلایا۔

اور ہمارے مابین اپنے نبیوں اور رسولوں کو بھیج کر انہیں صحیفوں اور کتابوں سے نوازا۔ جس کے اندر ہمارے رشد و ہدایت کا سامان مہیا فرمایا، اور خاص طور سے دو جہاں کے سردار خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درمیان بھیج کر کے ہمارے اوپر مزید احسان کیا ہے۔ جن کے ذریعہ سے ہمیں دین کی تعلیمات ملیں اور اچھے برے کی تمیز ہوئی۔ جن کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کے ذریعہ سے ہم امت محمدیہ اور غرضیکہ دنیا کے تمام لوگ مستفید ہوتے ہیں، اور آپ کی تعلیمات حسنہ پر خلوص وللہیت سے عمل پیرا ہوکر اپنی دنیاوی زندگی کو راہ راست پر گامزن کرتے اور اخروی زندگی کے لئے زاد راہ اکٹھا کرتے ہیں۔

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ

آپ کی بلند پایہ تعلیمات اور اخلاق حسنہ ہی کا نتیجہ اور ثمرہ تھا کہ بڑے بڑے ظالم و جابر اور سنگدل انسان مذہب اسلام کو قبول کرنے پر مجبور اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کی صاف شفاف تعلیمات کے ذریعہ سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کرلیا، اور مشرف بہ اسلام ہو گئے، اس لئے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب کو شریں کلام، فصاحت و بلاغت اور جوامع الکلم سے نوازا تھا اور ایسے بلند و بالا اخلاق پر فائز کیا تھا کہ دوست تو کیا دشمن بھی آپ کی تعریف و توصیف بیان کرنے پر مجبور ہو جایا کرتے تھے، اور کیوں نہ ہو جب کہ اللہ رب العالمین اپنے حبیب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے متعلق اپنے مقدس و آخری کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وانك لعلى خلق عظيم (القلم: ۴)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقینا آپ اخلاق کے اعلی قدروں پر فائز ہیں۔ اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (صحيح الجامع الصغير: ۲۸۳۳)

یعنی مجھے مکارم (اعلی) اخلاق کی تکمیل کے لئے ہی مبعوث کیا گیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے اور عمدہ اخلاق والے شخص کو مومن قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اکمل المومن ایمانا احسنهم خلقا (ابو داؤد: ۴۶۸۲، ترمذی: ۱۱۶۲)

یعنی اہل ایمان میں سے سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ اور دوسری جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن خلق والے اشخاص کو روزہ دار اور تہجد گذار سے افضل قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ان المومن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم (ابو داؤد: ۴۷۹۸)

ترجمہ: بیشک ایک مومن اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت روزہ دار اور تہجد گذار کا درجہ پالیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری حدیثیں ہیں جو اخلاق حسنہ کی اہمیت و فضیلت کو اجاگر کرتی ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتی ہیں کہ ہم بھی اپنے اخلاق کو سدھاریں اور اپنے اعزہ و اقرباء، دوست واحباب، چھوٹے بڑے غرضیکہ ہر ایک کے ساتھ اچھے اور عمدہ اخلاق سے پیش آئیں اور جب بھی کسی سے ملاقات کریں تو سلام کرنے میں پہل کریں اور خوش اخلاقی سے ملیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی سے خوشی اور ہنس کر ملنا بہترین صدقہ ہے اور اسی حسن خلق کی اہمیت و فضیلت کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاق حسنہ کو نیکی اور بھلائی کا درجہ دیا ہے جیسا کہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ:

البر حسن الخلق، (مسلم: ۲۵۵۳)

یعنی نیکی عمدہ اخلاق کا نام ہے۔ اسی لئے جس کے اخلاق اچھے اور بہتر ہوتے ہیں ان کو لوگ پسند کرتے اور ان کی عزت کرتے، ان سے قربت اختیار کرتے ہیں اور ان سے بحث و مباحثہ کرتے اور ان کی باتوں کو بغور سماعت فرماتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں، لیکن جو لوگ بداخلاق، بدتمیز، پھوہڑ، لفاظ، گالی گلوچ دینے والے اور غیبت و چغل خوری کرنے والے ہوتے ہیں تو ایسے افراد سے لوگ گفت وشنید اور بحث و مباحثہ کرنے سے بھاگتے اور دور رہنا ہی پسند کرتے ہیں اور ان سے کنارہ کشی ہی میں اپنی بھلائی اور عافیت سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا ہی میں ذلیل و رسواء رہتے ہیں اور اپنی زبان درازی ولفاظی کے ذریعہ سے آخرت میں بھی ذلیل و رسواء اور اللہ رب العالمین کے تیار کردہ عذاب عظیم کے مستحق اور حقدار ہوں گے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم تمام مسلمانوں کے لئے اخلاق حسنہ وقبیحہ کے فضائل ومناقب کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے اور اسکا عملی نمونہ پیش کرکے دکھا بھی دیا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ بیان کرتے ہیں کہنے کہ:

لم یکن رسول اللہ ﷺ فاحشا ولا متفحشا ،انہ کان یقول :ان خیارکم احسنکم اخلاقا (بخاری : ۶۰۳۵،مسلم : ۲۳۲۱)

ترجمہ: بیہودہ گوئی رسول اکرم ﷺ کی نہ عادت تھی اور نہ ہی آپ اس کی کوشش کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے ،تم میں سب سے بہتر وہ ہے جوسب سے اچھے اخلاق والا ہو۔اوراسی طرح ام المومنین حضرت ام صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ:

ما رائت احدا احسن خلقا من رسول اللہ ﷺ

یعنی میں نے رسول اکرم ﷺ سے زیادہ اچھے اخلاق والا کسی کو نہیں دیکھا'' (فتح الباری :۶۔۵۷۵) اوردوسری جگہ اللہ کے رسول ﷺ نے سب سے اچھا شخص (مومن) اسکو کہا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا ،وخیارکم خیارکم لنسائھم (ترمذی: حسن ،صحیح)

ترجمہ:۔سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں اور تم میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو تم میں اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہیں ۔اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اخلاق کے بارے میں فرمایا کہ:

بعثت لاتمم مکارم الخلاق

یعنی میں اعلیٰ اخلاق کے لئے پیدا ہی کیا گیا ہوں اور اسی طرح کسی صحابی رسول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کیا تم قرآن کی تلاوت نہیں کرتے؟

کان خلقہ القرآن

پورا قرآن تو آپ کا اخلاق تھا۔(مسند احمد)۔اس طرح معلوم ہوا کہ نبی محترم ﷺ قرآن کی عملی تصویر تھے اور آپ کی پوری زندگی قرآن کے بتائے ہوئے احکامات پر ہی گزری ۔اوراسی طرح آپ کے بلندو بالا اخلاق کے بارے میں خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لم یکن رسول اللہ ﷺ سبابا ،ولا فحاشا ،ولا لعانا ،کان یقول لاحدنا عند المعتبة :مالہ ترب جنینہ (البخاری : ۶۰۳۱)

ترجمہ:۔نبی کریم ﷺ نہ کسی کو برا بھلا کہتے تھے ، نہ ہی بیہودہ گفتگو کرتے اور نہ لعنت بھیجتے تھے ۔اور آپ ہم میں سے کسی کو ڈانٹنا چاہتے تو زیادہ سے زیادہ یہی فرماتے کہ اسے کیا ہو گیا ہے اسکی پیشانی خاک آلود ہو ۔اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق کے حامل تھے ،آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا تو میں نے زبان سے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق جاؤں گا۔ چنانچہ میں روانہ ہو گیا اور جب میں کچھ بچوں کے پاس سے گذرا جو بازار میں کھیل رہے تھے (تو میں بھی ان کے ساتھ کھیلنے لگا) اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میرے پیچھے سے میری گردن کو پکڑ لیا ،میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے ،آپ ﷺ نے فرمایا:

یا انس ،اذھب حیث امرتک

اے پیارے انس !تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تمھیں جانے کا حکم دیا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں !اے اللہ کے رسول میں ابھی جارہا ہوں ۔(مسلم: کتاب الفضائل ،باب کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقا'')۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ و محبوب لوگ

مذکورہ تمام حدیثوں میں اخلاق حسنہ کی اہمیت وفضیلت کو واضح کیا گیا ہے ،اس کے علاوہ اور بہت ساری حدیثیں وقرآنی آیات ہیں جو اخلاق حسنہ کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں ،لیکن آج کے اس مادہ پرستی و پر آشوب اور ترقی یافتہ دور میں لوگ نیک اور اچھا اس شخص کو سمجھتے ہیں جو زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں ممتاز ہو ،نفلی روزوں و نمازوں کا خاص طور سے اہتمام کرتا ہو ،لیکن اگر آپ حدیثوں کا تتبع (چھان بین) کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ سب سے زیادہ اچھا آدمی وہ ہے جو با اخلاق اور ملنسار ہو اور اسکے اخلاق اچھے ہوں ،اور وہ لوگوں سے پیار و محبت اور خوش اخلاقی سے ملتا ہو اور اپنے اعزہ واقرباء اور دوست واحباب اور

رشتے داروں کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرتا ہو، اور ہر معاملے و پریشانی کو خوش اسلوبی سے نمٹاتا ہو اور لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتا اور نرم خوئی کا مظاہرہ کرتا ہو، اور کسی کی غیبت و برائی اور چغلخوری نہ کرتا ہو، اور سب وشتم، گالی گلوچ اور الزام و بہتان تراشی وغیرہ سے اپنے دامن کو پاک وصاف رکھتا ہو اور ظلم و زیادتی، دھوکہ دھڑی اور مکروفریب کا ارتکاب نہ کرتا ہو، ایسے ہی لوگ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہیں اور اللہ رب العالمین ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا ہے جن کے اخلاق اچھے نہ ہوں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

احب عباد اللہ الی اللہ احسنھم خلقا

ترجمہ:۔ اللہ کے بندوں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ وہ لوگ ہیں جو ان میں سب سے زیادہ با اخلاق ہوں۔ اور اسی طرح بد اخلاق و برے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

ما من اثقل فی میزان المومن یوم القیامۃ من حسن الخلق و ان اللہ یبغض الفاحش البذی (ترمذی)

ترجمہ:۔ قیامت والے دن مومن بندے کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی اور یقینا اللہ تعالی بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

ما من یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق (ابوداؤد:۴۷۹۹، ترمذی:۲۰۰۳)

ترجمہ:۔ بندے کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی عمل نہ ہوگا۔

مذکورہ تمام قرآنی آیات و احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ لوگوں میں سب سے بہترین اور اچھا وہ شخص ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور سب سے بڑا اور ناپسندیدہ وہ شخص ہے جسکے اخلاق اچھے نہ ہوں۔ اس لئے ہم تمام مسلمانوں کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ ملنا اور ان سے اچھا برتاؤ کرنا چاہئے، اور دوسروں کو بھی اچھے اخلاق سے پیش آنے کی تلقین کرنا چاہئے، یقینا اگر ہم اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کرلیں اور ہم اپنے زبان وشرمگاہ کی حفاظت کرلیں تو یقینا اللہ رب العالمین ہمیں جنت میں داخل کردیگا، اسلئے کہ اللہ کے حبیب دو جہاں کے سردار خاتم النبیین جناب محمد مصطفی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جو شخص ہمیں اپنے زبان وشرمگاہ کی ضمانت دیدے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اخلاق حسنہ کیا ہیں؟

اس کے علاوہ ہمارے یہاں (معاشرے وسماج) میں ایک مثل مشہور و معروف ہے کہ زبان ہی آدمی کو پان کھلاتی ہے اور زبان ہی آدمی کو جوتا اور چپل کھلاتی ہے، اور اسی زبان کی وجہ سے انسان معاشرے میں اچھا مقام و مرتبہ پاتا ہے اور اسی زبان ہی کی وجہ سے اعلی وارفع مقام سے نیچے گرجاتا ہے۔

اخلاق حسنہ صرف یہی نہیں ہے کہ لوگوں سے خوش اسلوبی سے ملا جائے اور ان کی خیر خبر معلوم کی جائے بلکہ مذکورہ تمام چیزوں کے علاوہ اخلاق حسنہ میں اور بہت ساری چیزیں داخل ہیں مثلا عمدہ ایمان، نیک عقیدہ، توحید اور نماز روزہ کی پابندی، اچھے ونیک اعمال، اچھے عادات و اطوار، لوگوں کے معاملات میں سچائی وصفائی، چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت اور بڑوں کا ادب و احترام، والدین کی خدمت گذاری اور ان کے ساتھ حسن سلوک، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اعزہ واقرباء دوست و احباب اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک، لوگوں کے معاملات میں عدل و انصاف، آخرت کی فکر تلاوت قرآن مجید، ارکان اسلام پر شدت سے پابندی، حقوق العباد کی ادائیگی، اور بے ایمانی و ناانصافی اور کذب و افتراء پردازی سے دوری، حرام کمائی، بیوہ و یتیم کا مال کھانے سے بے حد دور رہنا وغیرہ یہ سب چیزیں اخلاق حسنہ میں داخل و شامل ہیں، وہ لوگ جو اخلاق حسنہ کے پیکر مجسم ہیں اور ہر طرح کی بدکراری و بداخلاقی سے دور رہتے ہیں وہی لوگ اللہ کے مقرب بندے ہیں، چنانچہ ان سب چیزوں کو نبی کریم ﷺ نے احادیث صحیحہ کے اندر صاف اور واضح طور پر ذکر کیا ہے۔

اس لئے ہم تمام مسلمانوں کو خلوص وللہیت کے ساتھ مذکورہ تمام نصوص صحیحہ پر عمل کرکے اپنے اعمال ونفس کا محاسبہ کرنا چاہئے، اگر آج مسلم قوم اخلاق حسنہ کے ان صاف شفاف تعلیمات سے متصف ہوجائے اور اسلامی اصول وضوابط کو اپنی زندگی کے لیل ونہار میں شامل کرلے تو ان شاء اللہ مسلم معاشرہ برائیوں

سے پاک صاف ہو جائے گا۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ مولائے کریم ہمیں اخلاص حسنہ کے اوصاف سے متصف فرما اور دنیاوی خرافات و بد خلق لوگوں سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ تقبل یارب العالمین۔

خیر خواہی کرنا مسلمان کا حق ہے۔

نصیحت کا معنی و مفہوم

نصیحت عربی لفظ ہے، اردو میں اس کا ترجمہ اگر چہ خیر خواہی سے کیا جاتا ہے؛ لیکن خیر خواہی کا لفظ نصیحت کے پورے مفہوم کو ادا کرنے سے قاصر ہے، علامہ خطابی (م:388) فرماتے ہیں کہ لفظ نصیحت بہت ہی جامع کلمہ ہے، جس کی نظیر دوسری زبانوں میں نہیں ملتی، دیکھنے میں تو ایک لفظ ہے؛ لیکن اپنے اندر سامنے والے کے لیے ہر طرح کی خیر و بھلائی کو سموئے ہوئے ہے۔

علامہ مازری مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م:536) فرماتے ہیں کہ نصیحت عربی زبان میں "نصحت العسل" سے مشتق ہے، یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ موم سے شہد کو اچھی طرح الگ کر لیا جائے اور بالکل صاف ستھرا کر لیا جائے، اس لحاظ سے نصیحت کا مطلب یہ ہو گا کہ مخاطب کو اخلاص کے ساتھ کوئی بات کہی جائے۔ یا "نصح" بمعنی سلائی سے مشتق ہے، اس صورت میں نصیحت کا مفہوم یہ ہو گا کہ اپنے پراگندہ حال بھائی کے احوال کی اصلاح کی جائے، جس طرح سوئی سے پھٹے ہوئے کپڑے کی اصلاح کی جاتی ہے، اسی سے توبۂ نصوح آتا ہے، گویا گناہ دین کے قبا کو چاک کر دیتا ہے اور توبہ اس کی اصلاح و درستگی کر دیتی ہے۔

(فتح الباری: 1/136، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ الخ)

خیر خواہی کی اہمیت

اسلام میں خیر خواہی کی بڑی اہمیت ہے، اللہ کے نزدیک کسی انسان کے ساتھ خیر خواہی کرنا محبوب ترین عمل ہے۔

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

میرے بندے کے اعمال میں محبوب ترین عمل میرے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: 22191،)

اور طبرانی کی روایت میں ہے:

أحب عبادة عبدي إلى النصيحة (المعجم الکبیر، حدیث نمبر: 7880، حدیث عثمان بن أبي عاتكة)

"میرے بندے کی میرے نزدیک محبوب ترین عبادت دوسروں کے ساتھ نصح و خیر خواہی کرنا ہے"۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ:

"اللہ کے نزدیک بندوں میں سے محبوب تر بندے وہ ہیں جو سورج اور چاند کی نگرانی کرنے والے (یعنی مؤذنین) ہیں اور جو چلتے پھرتے لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے والے ہیں"۔ (الزھد لوکیع، باب من یحب الرب إلی خلقه)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہیں اور خیر خواہی جن کا شیوہ ہوتا ہے وہ درحقیقت روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ (شرح صحیح البخاري لابن بطال: 130/ 1) بعض تابعین سے منقول ہے کہ اگر میں جامع مسجد میں داخل ہوں اور وہ لوگوں سے بھری ہوئی ہو اور مجھ سے پوچھا جائے کہ ان سب میں بہتر کون ہے؟ تو میں جواب دوں گا کہ جو لوگوں کے ساتھ زیادہ خیر خواہی کرنے والا ہے اور اگر یہ پوچھا جائے کہ ان میں سب سے بُرا کون شخص ہے؟ تو میں کہوں گا کہ جو لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کا معاملہ زیادہ کرنے والا ہے۔ (إحیاء علوم الدین: 2/77)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تر بندے وہ ہیں جو اللہ کی محبت لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور روئے زمین پر نصح و خیر خواہی کرنے کو عام کرنا جن کا عظیم مقصد ہوتا ہے۔ (الزہد لأحمد بن حنبل، حدیث نمبر: 1648، أخبار الحسن بن أبي الحسن)

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ حمید الرحمن قریشی، کراچی والے مولوی صاحب، جامعہ اسلامیہ فاروقیہ، سیکٹر ۹، نارتھ کراچی۔ کراچی پاکستان

خیر خواہی قول وفعل دونوں سے ہو

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ (م:449ھ) کہتے ہیں کہ بعض احادیث میں نصح وخیر خواہی کو دین قرار دیا گیا ہے، تمیم داری کی حدیث میں ہے:

الدین النصیحة (مسلم، حدیث نمبر: 55، باب بیان أن الدین النصیحة)

"دین خیر خواہی کا نام ہے" اور دین قول وفعل کے مجموعہ کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس طرح نماز وزکوۃ پر لی، جو اعمال کے قبیل سے ہے، اسی طرح نصح وخیر خواہی کرنے پر بھی لی ہے، لہٰذا خیر خواہی قول وفعل دونوں سے ہونا چاہیے۔ (شرح بخاری لابن بطال: 1/129) قولی خیر خواہی تو یہ ہے کہ جو چیزیں مفید ہوں، خواہ دنیوی لحاظ سے یا دینی اعتبار سے، اس کی طرف لوگوں کی راہ نمائی کی جائے اور انہیں باخبر کیا جائے، اخلاص، نرمی اور شفقت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے، عبادات اور دیگر امور خیر میں انہیں رغبت دلائی جائے اور فعلی خیر خواہی یہ ہے کہ بڑوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے، چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا جائے، جو اپنے لیے پسند ہو وہ دوسروں کے لیے بھی پسند کیا جائے، حسد اور دھوکہ دہی سے گریز کیا جائے، عیوب کو دور کرنے کی فکر اور اس کی پردہ پوشی کی جائے، ضرر رساں چیزوں سے ان کو محفوظ رکھا جائے، امور خیر کے لیے راہ ہموار کی جائے اور ان کے اموال واعراض کی حفاظت کی شکلیں پیدا کی جائیں۔ (نووی حاشیہ مسلم، حدیث نمبر: 95، باب الدین النصیحہ)

نصیحت کا حکم

علماء کا کہنا ہے کہ نصح وخیر خواہی کرنا فرض کفایہ ہے، اگر ایک صاحب بھی اس کو انجام دے دیں تو سب سے فریضہ ساقط ہو جائے گا، نیز نصیحت بقدر استطاعت ضروری ہے، جب کہ نصیحت کرنے والے کو معلوم ہو کہ مخاطب اس کی نصیحت کو قبول کرلے گا اور کہا مان جائے گا اور یہ بھی اطمینان ہو کہ نصیحت کی وجہ سے اسے ایذاو تکلیف نہیں پہنچے گی اور اگر اس کا خوف ہو تو اسے نصیحت نہ کرنے کی گنجائش ہے اور چاہے تو عزیمت پر عمل کرے اور پیش آنے والی تکلیف کو برداشت کرے۔

(مرقاۃ المفاتیح، حدیث نمبر: 4966، باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

جہنم میں لیجانے والے اعمال

اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر
امام احمد بن حجر المکی

وضو کا کوئی فرض ترک کرنا

(1) اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو پانی کے ذریعے انگلیوں میں خلال نہ کریگا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے آگ سے چیر دے گا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۵۶، ج ۲۲ص ۶۴)

(2) حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: تم انگلیاں دھونے میں مبالغے سے کام لو گے یا پھر آگ اسے جلانے میں مبالغہ کرے گی۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۶۷۴، ج ۲ص ۱۰۶)

(3) حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: پانچوں انگلیوں کا خلال کرلیا کرو تا کہ اللہ عزوجل انہیں آگ سے نہ بھر دے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲۱۳، ج ۹ص ۲۴۷)

(4) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی ایڑیاں نہ دھوئی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما، الحدیث: ۵۷۳، ص ۷۲۱)

(5) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو کوزوں یعنی لوٹوں سے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ کامل طریقے سے وضو کرو کیونکہ میں نے ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے یا جہنمی کونچوں کے لئے ہلاکت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما، الحدیث: ۵۷۵، ص ۷۲۱)

(6) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جہنمی ایڑیوں اور تلووں کے لئے ہلاکت ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۷۲۳، ج ۶،

ص ۲۱۵)

(7) حضرت سیدنا ابو الہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے ابو الہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پاؤں کا تلوا (یعنی اسے دھوؤ)۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۱۱، ج ۲۲ ص ۳۶۳)

(8) جناب رسول اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ جن کی ایڑیاں خشک تھیں تو ارشاد فرمایا: جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے پورا وضو کرو۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی اسباغ الوضوء، الحدیث: ۹۷ ص ۱۲۲۹)

ناقص وضو، نماز میں شُبہ پیدا کرتا ہے:

(9) جناب نبی اکرم ﷺ نے نماز میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی اور اس میں شبہ پیدا ہو گیا تو (نماز مکمل ہونے کے بعد) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان نے ان لوگوں کی وجہ سے ہم پر قرأت مشتبہ کر دی جو بغیر وضو نماز کے لئے آجاتے ہیں، لہٰذا جب تم نماز کے لئے آیا کرو تو اچھی طرح وضو کر لیا کرو۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۵۸۷۲، ج ۵ ص ۳۸۰)

(10) ایک اور روایت میں ہے: (آپ ﷺ کو) ایک آیت میں تردد ہوا تو شفیع المذنبین ﷺ نے نماز مکمل فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ہم پر قرأت اس لئے مشتبہ ہو گئی کہ تم میں سے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والے کچھ لوگ اچھی طرح وضو نہیں کرتے، لہٰذا جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہو اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کر لیا کرے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۵۸۷۴، ج ۵ ص ۳۸۰)

(11) محبوب رب العلمین ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کر لے یعنی جب تک چہرہ، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ، سر کا مسح اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت نہ دھو لے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ سننھا، باب ما جاء فی الوضوء علی ما امر۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۶۰ ص ۲۶۹)

(12) راوی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رحمتِ کونین ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: میری اُمت کے خلال کرنے والے لوگ کتنے اچھے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! خلال کرنے والے لوگ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو وضو کے دوران اور کھانے کے بعد خلال کرتے ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۶۱، ج ۴ ص ۱۷۷)

وضو کے خلال سے مراد کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور انگلیوں کا خلال کرنا ہے جبکہ کھانے کا خلال کھانے کے بعد ہوتا ہے کیونکہ کراماً کاتبین پر اس سے زیادہ گراں کوئی بات نہیں گزرتی کہ ان کا رفیق نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دانتوں کے درمیان کھانے کے ذرات پھنسے ہوئے ہوں۔

اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ امام احمد بن حجر

ان احادیث مبارکہ سے ہاتھ اور پاؤں دھونے کے فرائض میں سے کسی چیز کو ترک کرنے پر سخت وعید ظاہر ہوئی، وضو کے بقیہ فرائض کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے تو وہ بھی اس وعید کی بناء پر ان کی طرح کبیرہ گناہوں میں داخل ہو جائیں گے اور یہ نماز کے ترک کو لازم ہے لہٰذا یہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت داخل ہوگا کہ نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

انوکھی شادی کا عبرتناک حشر

مفتی ناصر الدین مظاہری
قسط اول

اتر پردیش کے ایک شہر میں ایک صاحب نے اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی ایک ترقی پذیر ملک کے ترقی یافتہ خانوادے کے جنٹلمین سے کرنے میں فخر محسوس کیا۔ فضول خرچی کے جتنے ممکنہ طریقے ہو سکتے تھے سبھی کو استعمال کیا، بارات اور باراتی مہنگی ہوائی کمپنیوں سے کانپور پہنچے، باراتیوں کی شایان شان اسراف کیا گیا، کھانے کا نظم بھی ان ہی کے معیار کا کیا گیا، جہیز جو بیٹی کو دیا جاتا ہے لیکن یہاں معاملہ کچھ اور نرالا تھا، تمام باراتیوں کو ایک ایک خوبصورت کار سے نوازا گیا، کارگو جہازوں میں لاد کر بیٹی کو سامان سمیت رخصت کیا گیا۔

شادی کے چند دنوں کے بعد خسر محترم کو داماد نے فون پر خوش خبری سنائی کہ ہم دونوں فلاں تاریخ کو لکھنو ہوائی اڈہ پہنچ رہے ہیں، بیٹی اور داماد کے استقبال کے لیے خسر صاحب خود ہی خوشی خوشی ہوائی اڈہ پہنچے، ہوائی جہاز آیا صرف بیٹی ایئر پورٹ سے باہر نکلتی نظر آئی، باپ نے غایت اشتیاق سے داماد کے بارے میں پوچھا اور بیٹی نے غایت تحمل کے ساتھ باپ کے ہاتھوں میں طلاق نامہ تھما دیا۔ وجہ یہ معلوم ہوئی کہ لڑکی والوں نے باراتیوں کا نہ تو شایان شان استقبال کیا اور جہیز کے نام پر جو کچھ دیا گیا ہے وہ داماد صاحب کی نظروں میں کباڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کیا آپ نے غور کیا کہ اس شادی میں کس چیز کی کمی تھی؟ سچی بات یہ ہے کہ سنت و شریعت کے سوا کسی چیز کی کمی نہیں تھی، کور چشموں کو ہمیشہ ایسے مناظر نظر آتے رہے ہیں، جب جب سنتوں کا مذاق اڑایا گیا ہے انسانیت نے اپنا سر پیٹا ہے، جب کبھی حوا کی بیٹی کو کھلونا بنایا گیا ہے معاشرہ کا ناسور ظاہر ہو گیا ہے۔

ہم لوگ اصلاح معاشرہ کی اسکیمیں بڑے کروفر کے ساتھ بناتے ہیں اور چند ہی مہینوں میں وہ اسکیمیں کاغذی رہ جاتی ہیں۔ مصلحین معاشرہ خود اس سلسلہ میں اصلاح کے پہلو کو مدنظر نہیں رکھتے، اپنے بچوں کی شادیوں میں ہو رہی فضول خرچیوں کو یہ کہہ کر کہ "یہ تو موجودہ دور کے تقاضے ہیں" دل کھول کر اسراف کرتے ہیں۔ آج کل کی شادیاں کیا ہیں؟ گویا کاروباری معاملہ ہے، بڑھ چڑھ کر دولت کی نمائش کی جاتی ہے، فحاشی و بے حیائی کا بول بالا ہوتا ہے، بے پردگی اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، خوبصورتی اور ملبوسات کی نمائش کی جاتی ہے، اپنے سے کم تر کو رُسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔

شادی کے لیے لڑکی کو دیکھنے کا چلن بھی عجیب سے عجیب تر ہو گیا ہے، پہلے تو لڑکی والوں کے یہاں جانے کی اطلاع پہنچائی جاتی ہے، لڑکی والے مہمانوں کی آؤ بھگت اور خاطر مدارات کے سو جتن کرتے ہیں، ادھر لڑکے والے لڑکی کو کھڑا کر کے چلاتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ لڑکی لنگڑی تو نہیں ہے، ہاتھوں سے کام کرایا جاتا ہے کہ لُولی تو نہیں ہے، بال کھلوائے جاتے ہیں کہ بال چھوٹے یا سفید تو نہیں ہیں، کانوں میں اذانیں دی جاتی ہیں کہ سماعت متأثر تو نہیں ہے، تحریر پڑھنے کو کہا جاتا ہے، محض یہ دیکھنے کے لیے کہ آواز بھدی تو نہیں۔

لڑکی کو اس قسم کے تکلیف دہ راستوں سے گزار کر عصری تعلیم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، گھریلو کام کاج کے بارے میں سوالات کیے جاتے ہیں، امور خانہ داری کی بابت سوالات کیے جاتے ہیں، لیکن جو چیز دیکھنی چاہیے تھی اس پر کسی کی توجہ نہیں ہوتی لڑکی کے کردار و سیرت سے آگاہی حاصل نہیں کی جاتی، لڑکی دین دار اور نمازی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں کوئی سوال نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ حسب ونسب پر بھی دھیان نہیں دیا جاتا۔

شادی کی تاریخ طے ہوتے ہی فضل خرچی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، تاریخ لکھنے کے لیے سادے کاغذ یا ستے کارڈ کے بجائے سونے اور چاندی کی طشتریوں پر تاریخیں کندہ کرائی جاتی ہیں، تاریخ کے لیے مہنگے ہوٹلوں کی بکنگ ہوتی ہے، کھانے کے نام پر کھانے ہی کی توہین کی جاتی ہے، سنجیدگی ومتانت کو خیرباد، سادگی کو سلام اور نمود ونمائش کو گلے لگا لیا جاتا ہے، ریا اور دکھاوے کے ہر ممکن طریقے اختیار کر کے غربت و مفلسی کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

بعض ظلمت زدہ اور بدعت زدہ علاقوں میں لڑکے والے لڑکی والوں سے کچھ ایسی فرمائشیں کرتے ہیں کہ اگر لڑکی والے مطلوبہ چیزیں یا مطلوبہ رقم پوری نہیں کرتے تو رشتہ توڑ دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں، برادری میں ذلیل ورسوا کرنے کی بات کی جاتی ہے، عرف عام میں اس "بھیک" کو تلک وغیرہ کہا جاتا ہے، جو غیر اسلامی مشرکانہ رسم ہے۔ شادی کی تاریخ طے ہوتے ہی امیر گھرانوں میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان حائل پردہ کو نہ صرف ختم کرا دیا جاتا ہے، بلکہ لڑکے سے کہا جاتا ہے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو کہیں سیر وسیاحت کے لیے لے جاؤ، تاکہ ایک دوسرے کا مزاج سمجھ سکیں اور آنے والی زندگی کو خوش گوار انداز میں چلانے کا لائحہ عمل طے کر سکیں۔ کیسی شرم وحیا کیسی عفت وعصمت، کہاں کی تہذیب اور کیسی اسلامی ومشرقی تہذیب!! سب چیزوں کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ شریعت کی تعلیمات کو دقیانوسی کہہ دیا گیا، اسلامی احکامات کو فرسودہ خیالی سے تعبیر کیا گیا، قرآنی ہدایات کو گئے گزرے وقتوں کی کہانی بتایا گیا لیکن آج ہم جس تمدن اور معاشرت میں جی رہے ہیں وہاں نہ تو عفت وعصمت محفوظ رہی، نہ ہی حیا اور شرافت کا نام ونشان باقی رہا، اگر اسلام کہے کہ لڑکی بارہ سال کی ہو جائے تو اس کے والدین کو چاہیے کہ شادی کر دیں تو اُسے ایک مدعا بنا لیا جاتا ہے اور مختلف اعتراضات شروع کر دیے جاتے ہیں، لیکن جب نفس واقعہ اور اصل تصویر سامنے آتی ہے تو پھر اسلام اور اسلامی تعلیمات کی خوبیاں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)